Registered. No. L. 89.

اخبار نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۳۵) مطبوعہ یکم ستمبر ۱۸۹۹ء بروز جمعہ جلد (۲۷)

گلدستۂ اخبارات

کوئیٹہ کے متصل کرانی بریوری پر بلوچیوں نے ڈاکہ مارا ۲ قتل ۱۲ زخمی کرکے بھاگ گئے ❊

پشاور میں ایک جرگہ میں باہم لٹھ چلے ایک گیا تین پکڑے گئے ❊

مال خانہ پشاور سے ۱۶ بندوقیں معہ کرچوں کے چوری ہوئیں صرف ۱۳ کرچیں فاصلہ پر دستیاب ہوئیں ❊

دو آدمی جھنگ سے سیالکوٹ کو مویشی لئے جاتے تھے رستہ میں لوٹ لئے گئے ❊

تجویز ہے کہ سرحدی اقوام کے لوگوں کو بھرتی کرکے افریقہ روانہ کریں اور یہاں کے لئے سکھ رنگروٹ رہیں ❊

مہاراجہ صاحب گوالیار سنیچر کے روز کوہ منصوری سے واپس تشریف لے گئے ❊

ٹرنسوال پر برٹش سرپرستی کے سوال پر آخری خط و کتابت شایع ہوگئیں مسٹر چیمبرلین نے لکھا کہ ہم سر الفرڈ ملنر سے متفق ہیں اور ٹرنسوال کا دعویٰ ناقابل پذیرائی ہے اور برٹش گورنمنٹ کچھ اور بحث کرنا نہیں چاہتی ہے ❊

مسٹر کروگر کا قطعی جواب بنام مسٹر چیمبرلین اب تک بھیجا نہیں گیا صرف خلاصہ بھیجا گیا ہے۔ اس میں مسٹر کروگر نے مسٹر چیمبرلین کی تجاویز کے بجائے جدید تجاویز پیش کیں جو صاف ہیں۔ یوٹلینڈر کو پانچ سالہ رہائش پر ووٹ دیگا

اختیار ہوگا اور والسکراڈ میں ۸ ممبروں کے ہونگے۔ اس کے ساتھ اس بات کا ضروری وعدہ ہوگا کہ برطانیہ آیندہ کبھی دخل نہ دیگا ❊

انارکسٹ فارمعہ دیگر سرغناں بلوہ کے پکڑا گیا۔ پیرس میں اُن کو سخت سزا دینے کی صلاح ہے ❊

حضور قیصرہ معظمہ اسپاران سے جزیرہ وائٹ کے مقام رائڈ میں آئیں اور ہسپتال میں بچوں کا وارڈ کھولا ❊

مسٹر چیمبرلین کو ٹرنسوال کے جواب کا مسودہ کلونیل آفس میں پہنچ گیا ہے ❊

پیرس سے خبر آئی کہ ڈریفس کی تحقیقات کا کورٹ مارشل مکان رینز میں ہو رہا ہے۔ افسران فوج ڈریفس کے برخلاف گواہی دینے کے لئے آتے ہیں اور اس کو مجرم ہی کہے جاتے ہیں ❊

گورنمنٹ امریکہ نے مسٹر کانگر کو اس بات کی تحقیقات کے لئے مقرر کیا کہ چین میں امریکہ کی تجارت کم کیوں ہے مسٹر کانگر سرکاری خرچ پر چین جاکر تحقیقات کرینگے ❊

شاہی منسٹر فوسیلز کے ۱۰ ہجوان آج سوتھمٹن سے روانہ کیپ ہوئے ہیں ❊

امن کانفرنس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ جنگ کا پیش خیمہ تھی۔ اگر جنگ تک نوبت نہ پہنچے تو شکر کرنا چاہئے ❊

مسقط کے آس پاس کی قومیں ترکی حکومت سے سرکش ہو رہی ہیں۔ ترکی حکام کو انتظام کرنے میں مشکلیں پیش آرہی ہیں ❊

سرحد الاسکا کے جھگڑے کی نسبت امریکہ و کینیڈا میں امید مصالحت ہے ❊

کنیڈا نے تسلیم کیا کہ وہاں ایک بندر پر امریکن قبضہ ہمیشہ رہیگا اور آسی اڑہی پر کام رُکا پڑا تھا ❊

اجلاس ہوس آف کامنز میں بحری طاقت کی تعمیرات کے پروگرام پر نکتہ چینی کی گئی۔ مسٹر آسٹن چیمبرلین نے کہا بیڑہ جہازات میں عظیم ترقی کی گئی اب بندرگاہوں کے گھاٹ زیادہ فراخ کرنے لازم ہیں ❊

قرار پایا کہ ایک نیا گھاٹ جیتھم میں بنائیں ۲ مالٹا میں ایک سمن بے اور ہانگ کانگ میں بنایا جاوے ❊

منڈالے کی نہر گاڈٹیک جس کا ٹھیکہ امریکن کمپنی کو دیا گیا ہے اس کا سامان امریکہ سے روانہ ہوگیا کاریگر بھی ساتھ ہی آتے ہیں جو اس کام کی تعمیر زیر نگرانی رکھیں گے تاکہ کوئی نقص نہ رہ جاوے ❊

لوکل گورنمنٹ نے پنجاب پولیس کے ۹ سپاہیوں کے قبایل کے نام گذارہ کی پنشن فرمائی کیونکہ اضلاع جالندھر و ہوشیارپور میں رفع طاعون کے کام میں خود مبتلائے مرض ہوکر مر گئے تھے۔ گورنمنٹ کی یہہ کارروائی نہایت تعریف کے قابل ہے ❊

ولایت میں اندھیرے میں فوٹو لینے کی ایک نئی ایجاد ہوئی ہے ❊

لنڈن کے بازاروں میں کاغذی گھوڑے بھی چلنے لگے ❊

کوئٹہ میں دیسی اور گورہ سپاہ کے کپڑا دھونیکے انتظام درستی کے لئے ۱۵ ہزار روپیہ منظور کیا گیا ہے ❊

ایڈیٹوریل نوٹس

پادری ای۔ ایم۔ ویری صاحب۔ ڈی ڈی۔ ایڈیٹر۔

پادری ایچ گولکناتھ صاحب + پادری غلام مسیح صاحب
پادری طالب الدین صاحب بی اے + پادری پی سی اوپل صاحب
پادری جی ایل ٹھاکرداس صاحب + پادری جمیل سنگھ صاحب
مسٹر الشیخ ناصر صاحب + مسٹر مسیح الدولہ صاحب
پادری کیدارناتھ صاحب منت

ایڈیٹوریل کارسپانڈنس

خوفِ خدا

خدا کے کلام میں جس کا نام بائبل ہے مندرجہ بالا عنوان کی نصیحت کثرت سے پائی جاتی ہے جس میں سے اس وقت ناظرین کے مطالعہ کے لئے ذیل میں چند مقاموں کو پیش کرتا ہوں۔

ایوب فرماتا ہے دیکھو خدا کا خوف خرد ہے۔ ایوب ۲۸:۲۸۔ داؤد فرماتا ہے کہ خدا کا خوف خرد کا شروع ہے۔ زبور ۱۱۱:۱۰۔ اور پھر امثال کی کتاب میں کہتا ہے

خدا کا خوف خرد ہے

خداوند کا خوف دانش کی ابتدا ہے۔ امثال ۱:۷۔ پھر کہ دانائی کا شروع ہے۔ امثال ۹:۱۰۔ پھر لکھا ہے کہ خداوند کا خوف خرد کی تعلیم ہے۔ امثال ۱۵:۳۳۔ ایوب کہ جس نے یہہ فرمایا کہ خدا کا خوف خرد ہے اس کے تمام حالات زندگی میں خوف خدا کا ہونا بخوبی پایا جاتا ہے۔ باوجود سخت تکلیف اور رنج وغم کے جو مثل بڑے پہاڑ کے اُسپر آگرے تھے اُس نے خوف خدا کو اپنے سامنے سے ہٹنے نہ دیا۔ تمام تکلیفات کو بڑے صبر سے برداشت کر لیا جس سے اس کا نام صابر مشہور ہوا اور جس کے عوض میں اسکو پہلے سے زیادہ برکتیں عنایت ہوئیں۔ ہر چند کہ اس کی عورت نے کم اعتقادی دکھلائی پر اس کا ایمان برابر قایم رہا اور خوفِ خدا ہونے کے باعث اس کا دل خرد سے بھر گیا۔ جب اس کا تمام خانمان برباد ہو چکا تھا اور صرف وہ اور اسکی بیوی اکیلے رہ گئے تھے تو بھی اس نے خردمندی سے جواب دیا کہ خدا نے دیا خدا نے لیا اس کا نام مبارک ہو۔ داؤد نبی کا بھی یہہ مقولہ تھا۔ اگر وہ خوفِ خدا نہ رکھتا تو اپنے دشمنوں کو جو بار بار اس کے قبضے میں آجاتے تھے کبھی زندہ نہ چھوڑتا۔ سلیمان جو دانائی اور عقلمندی میں لاثانی تھا خوف خدا رکھنے کے سبب سے منصف اور عاقل تھا۔ اس لئے خوفِ خدا ضرور دانائی اور خرد کا وسیلہ ہے اور جو خوفِ خدا کو اپنا روزمرّہ کا ورد سمجھیگا اور اپنے تمام کاموں میں اسکو زیر نظر رکھیگا وہ ضرور دانا اور اقبالمند ہوگا ؛

خداوند کا خوف زندگانی کا چشمہ ہے

انسان کی گناہ آلودہ طبیعت ہروقت وہر لمحہ گناہ کیطرف رجوع ہے۔ اور دنیا میں شیطان گناہ اور بُری صحبتیں وغیرہ اُس کو برائی کی طرف لگانے والی چاروں طرف موجود ہیں اور نیکی اور پاکیزگی وغیرہ انسان کے خیالات میں کم جگہہ پکڑتی ہے پر جس دل میں خوف خدا ہوگا وہ ان گناہوں میں مبتلا ہونے سے بچ رہیگا۔ گناہ کی آلودگی سے کنارہ کریگا۔ اور خوف خدا سے یاد الہٰی میں اور عبادت الہٰی میں مشغول ہوگا جس سے روحانی برکتیں حاصل کرکے زندگی کا لطف بھی اُٹھاویگا اور خدا کا بندہ ہو کر ابدی زندگی کا حقدار بھی ٹھہریگا۔ سلیمان کا یہہ قول بالکل درست ہے خداوند کا خوف زندگانی کا چشمہ ہے۔ امثال ۱۴:۲۷۔

خداوند کا خوف عمر کو دراز کرتا ہے

جب خداوند کا خوف زندگانی کا چشمہ ٹھہرا تو پھر جس دل میں خوف خدا ہوگا وہ شخص ضرور پرہیزگار زندگی بسر کریگا۔ وہ نفسانی آدمی بنکر بے اعتدالی کو کام میں نہ لاویگا بلکہ اپنے ہر ایک کام میں اعتدال سے باہر نہ جاویگا وہ شتر بے مہار بنکر اپنے حواس کو گناہ کا غلام نہ بناویگا بلکہ پاکیزگی کی زندگی میں قدم مارتا ہوا خدا کے خوف میں اپنے دنوں کو کاٹیگا اور اسی لئے ناگہانی آفتوں اور بیوقت مرگ سے بچیگا اور خدا اُسکی مسافرت کے دنوں کو بڑھائیگا اور آخر کار اپنی محنتوں سے آرام پاویگا۔ امثال کی کتاب میں یہہ فقرہ کیا درست ٹھہرتا ہے کہ خداوند کا خوف عمر کو دراز کرتا ہے۔ امثال ۱۰:۲۷ دوسری جگہہ میں ہے کہ میرے سبب سے تیرے دن فراواں اور تیری زندگانی کے برس افزود ہونگے۔ امثال ۹:۱۱۔

خداوند کا خوف یہہ ہے کہ انسان بدی سے کینہ رکھے

جب انسان کو خدا کا خوف ہوگا تب وہ آزادگانہ طور سے بلاتحمل گناہ کریگا کیونکہ اُسکو کسی کا اندیشہ ہوگا پر جب خدا کا خوف انسان کے دلمیں موجود ہے تو وہ ضرور گناہ سے نفرت کریگا۔ اول اسواسطے کہ وہ سمجھیگا کہ گناہ بُری چیز ہے اور اسکے مالک کو ناپسند ہے دویم کہ اُسکی سزا اُٹھانی پڑیگی۔ کیونکہ انصاف کے ہونیکو تو ہر ایک آدمی کا دل اقرار کرتا ہے ان دونوں وجہوں سے وہ گناہ سے بچا رہیگا۔ امثال کی کتاب میں کیا ٹھیک کہا گیا ہے کہ خداوند کا خوف یہہ ہے کہ انسان بدی سے کینہ رکھے۔ امثال ۸:۱۳ + درحقیقت خوف خدا بڑی عمدہ بات ہے اور اُسکے سبب سے آدمی کا دل سُدھر سکتا ہے اور گمراہی اور بطالت کی راہوں سے پھر سکتا ہے ہر ایک انسان کے دلمیں اگر خوف خدا کی جگہہ ہو تو دین کے تمام کام فوراً حل ہو جاویں اور اس بات کی ذرہ بھی ضرورت نہو کہ وعظ اور نصیحت

بقیہ

خوش بود گر محک امتحان آید بمیاں
تا سیہ روئے بود ہر کہ در و غش باشد

نمبر ۲

اِس نمبر میں ہم یہہ دکھانا چاہتے ہیں کہ خاص کتاب امہات مومنین میں وہ کون سی باتیں ہیں جن کے پڑھنے یا سُننے سے خواہ مخواہ مسلمان بھائی برافروختہ ہو جاتے ہیں اور وہ کون سی اشتعالک ہی جو اُن کو جامہ سے باہر کردیتی ہی۔ بعض علمائے اسلام اس نام ہی پر آزردہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہہ نام کیوں رکھا مسلمانوں کے مقابل کتاب لکھنا اور اس کا نام مومنین کی مائیں رکھنا دوسرے الفاظ میں مخاطبان ماں کی گالی ہی۔ ناظرین کیا یہہ سچ ہی کیا کوئی شخص بھی یقین کرسکتا ہی کہ مصنف کتاب نام رکھتے وقت یہہ باور کرتا ہوگا کہ امہات مومنین اصطلاح اسلامیہ میں ماں کی گالی کے برابر ہی۔ ہرگز نہیں وہ اس نام کے رکھنے کی جو وجہہ تسمیہ تحریر کرتے ہیں سو یہہ ہی۔ قولہ ہمارا یہہ رسالہ بیشتر آنحضرت کے ازواج کے حالات پر مشتمل ہی اس لئے اس کا نام امہات مومنین رکھا جس معزز اصطلاحی لقب سے وہ مشہور ہیں۔ تم حا میرے خیال میں امہات مومنین نہ صرف یہی کہ خود مسلمانوں میں آنحضرت کے ازواج پر بلحاظ اُن کی اعزاز کے صادق آتا ہی بلکہ خود قران شریف نے ان کو یہہ معزز لقب عطا فرمایا ہی سو وہ احزاب کو ع ۱ النبی اولی بالمومنین من انفسہم وازواجہ امہتہم۔ ترجمہ نبی بہت شفقت کرنے والا ہی مسلمانوں پر جانوں ان کی سے اور بیبیاں اس کی مائیں ہیں تمہاری الخ

شاہ عبدالقادر صاحب حاشیہ پر فرماتے ہیں کہ اس کی عورتیں سب کی ماں ہیں۔ پس جائے انصاف ہی کہ جب قران شریف اور اس کے مترجم اور محشی صاف صاف لفظوں میں پیغمبر صاحب کی عورتوں کو سب کی ماں بتائیں اسی نام سے مسلمان لوگ ناک بھوں چڑھائیں سعدی صاحب نے سچ فرمایا کہ ع

ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیب است

حسد یہہ ہی کہ قرآن نے کہا کہ تو امنا بالله اور مترجموں نے فرمایا تو واہ واہ۔ مگر جب ایک مسیحی تہذیب کے پردہ میں ان کی اسی شریف اصطلاح سے پکارا تو وا فضیحتاہ اور وا مصیتاہ کی آواز بلند ہونے لگی سو کیوں؟ جب سر سید متوفی نے اس کتاب کے جواب میں اپنے مضمون کا نام نامی ازواج مطہرات رکھا تب کسی مسلمان کے کان پر جوں تک نہیں رینگی اور ذرا چوں بھی نہ کی۔ بالفرض اگر کوئی مسیحی اپنی تصنیف کا نام بھی ازواج مطہرات رکھتا تو آپ کیا کہتے وہی جو امہات مومنین کے حق میں کہا گیا ہمارے منجی خداوند مسیح نے حق فرمایا کہ اس زمانہ کے لوگوں کو میں کس سے تمثیل دُوں وہ اُن لڑکوں کی مانند ہیں جو بازاروں میں بیٹھکے اپنے یاروں کو پکار کے کہتے ہیں کہ ہم نے تمہارے واسطے بانسلی بجائی پر تم نہ ناچے۔ ہمنے تمہارے لئے ماتم کیا پر تم نے چھاتی نہ پیٹی . . . . پر حکمت اپنے فرزندوں کے آگے راست ٹھہری۔ متی ۱۲: ۱۶-۱۹- مگر مسلمان بھائیوں کو فرض ہی کہ اس کے مقابل ہمارے الزام کے جواب میں قران کے سر پر سے یہہ بوجھ اُتاریں کہ وہ مسیحیوں کو نصارا کہتا ہی جبکہ مخفی نہیں کہ یہودیوں نے محض از راہ حسد ہمارے خداوند کو ناصری کہا ایک اور سبب ہی جس سے مسلمان بھائی

سخت مشتعل ہو جاتے ہیں کہ دربار مصطفائی کے اسرار یہہ عجیب نام مصنف امہات مومنین نے گھڑا مطلب یہہ ہی کہ کیوں آنحضرت کے اندرونی نج کے معاملات پر بحث کی۔ صرف ان کی تعلیمات کو پرکھا ہوتا بقول عرب انظر ما قال ولا تنظر من قال یعنے دیکھو جو کہا اور نہ دیکھو کہنے والے کو۔ معقول ہم اس کے جواب میں عرض کرتے ہیں کہ خود مصنف و مشتہر کتاب امہات مومنین کا عذر اس معاملہ میں قابل ملاحظہ ہی وہ فرماتے ہیں کہ لاکلام ہم حضرت کو اُن کی ابتدائی عقاید اور دینی تعلیمات کی وجہہ سے جس میں وہ مصدق کتب سماوی ضرور تھے۔ عرب کا ایک بڑا مصلح مانتے ہیں اور اس سبب سے اُن کی واجبی عزت و توقیر بھی کرنا چاہتے ہیں اور اپنی طرف سے صرف اس امر حق پر اکتفا کرنے کو طیار تھے کہ ان کی نسبت عدم عصمت کا اقرار جو ہر فرد بشر کو عارض ہی آپ لوگوں سے بھی کرادیں تاکہ آپ ان میں اور ابن مریم میں حقیقی و واقعی امتیاز کرنیکی قابلیت حاصل کریں۔ ہم کو کیا ضرور کہ ہم ان کی خطاؤں اور گناہوں کا جن کے وہ خود مقر تھے شمار کرکے ایک ناگوار بحث میں اُلجھیں۔ مگر جب دیکھتے ہیں کہ آپ لوگ اپنی سخت نافہمی و تعصب کی وجہہ سے اس کو ہمارے عجز پر محمول کرتے ہیں اور ہم کو تحدی کرتے ہیں اور اس بدیہی و لازمی بات سے کہ آنحضرت بھی مثل دیگر بنی آدم کے بار عصیاں سے لدے ہوئے تھے انکار کرکے مسیحیوں کو جھوٹا بنا کر نادانوں کی گمراہی کا باعث ہوتے ہیں تو ایسے وقت میں اصلی کیفیت سے چشم پوشی کرنا اور لوگوں کو مغالطہ میں رہنے دینا۔ بحکم ؎

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است - وگر خاموش بنشینم گناہ است

ہمارے لئے ہرگز ایسا نہیں۔ ہماری رائے میں یہہ معقول و برجستہ سبب ہے کہ آنحضرت کی پرائیوٹ زندگی پبلک میں لائی جاوے کیونکہ ان کا نہ صرف مصلح عرب ہونا بلکہ پیغمبر اور شافع عاصیاں شرق و غرب بھی قرار دیا گیا ہے کیونکہ بغیر پرکھے اور جانچے ہوئے خود بھی مسلمان بھائی کسی دوسرے مذہب کو قبول کرنا پسند نہ کرتے ہونگے۔ یہاں تک کہ جب مسلمان مباحثین مسیحی مذہب کے بانی پر کوئی گناہ ثابت نہیں کرسکتے تو خواہ مخواہ اس کی عزت کم کرنے کو کبھی اُسے محض ایک آدمی اور ایک عام نبی قرار دیتے ہیں کبھی اس کی والدہ مکرمہ کے حالات ایسے طرز و محاورہ میں رقم کرتے ہیں کہ خواہ مخواہ لوگوں کو شک پیدا ہو دیکھو سورہ مریم رکوع ۲ فاتت بہ قومہا تحملہ قالو یمریم لقد جیت شیئاً فریاہ یااخت ہارون ماکان ابوک امرا سوء و ماکانت امک بغیا۔ ترجمہ پس آئی ساتھ اس کے قوم اپنی میں گود میں لئے ہوئے اس کو کہنے لگے اے مریم تحقیق لائی تو ایک چیز عجب اے بہن ہارون کی۔ نہ تھا باپ تیرا آدمی بُرائی کا اور نہ تھی ماں تیری بدکار۔ ناظرین قرآن کی اس طرز کو بغور ملاحظہ فرمائے مریم کے والدین کی بُرائی سے نفی کر کے کیا نتیجہ کیا ہے یہی کہ تو بدکار ہے اور اس سے مطلب بانی اسلام و قرآن کا صرف یہی ہے کہ کسی طرح خداوند مسیح کی ماں پر بدکاری کا شبہ پیدا کرے یعنے چوری نہ سہی ایرا پھیری سہی لیکن انجیل مقدس میں اس بہتان سراسر طوفان کا کہیں نام و نشان تک نہیں ہے پس عاقلاں خود میدانند والامعاملہ ہے اس کے برعکس آنحضرت کے والدین عبدالعزیٰ بُت پرست اور آمنہ کی نعت میں یہاں تک مبالغہ کیا جاتا ہے کہ محمد صاحب کے نور کی رعایت سے ان کی صلب کو پاک اور رحم کو

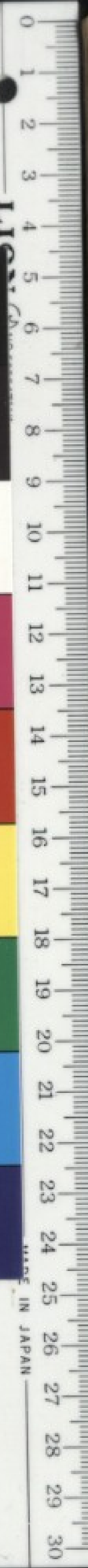
پاکیزہ قرار دیجا آنحضرت کو افضل المعصومین بتلاتے ہیں اور معراج کی رات میں قاب قوسین او ادنےٰ تک پہنچاتے ہیں اور حضرت روح اللہ و ابن اللہ کو چوتھے آسمان پر ٹھہراتے ہیں۔ ہائے حسد اور تعصب تیرا ستیاناس تو نے بہتیروں کا دین و ایمان بگاڑا غیر مسلمان لوگ من میں رام بغل میں اینٹیں رکھنا پسند کرتے ہیں۔ سو اس روشنی کے زمانہ میں ہوتا ہوا نظر نہیں آتا ان کو یہہ خیال کرنا چاہئے کہ کہ نجات بغیر اس شخص کے جو خود گناہ سے بری ہو ہرگز نہیں ہو سکتی۔ آپ جتنا چاہیں آنحضرت کو پیار کریں مگر اس سے آپ کو کچھ فایدہ نہ ہوگا تب ایسے لاحاصل پیار سے کیا حاصل ہم تو نجات کے خواہشمند ہیں جیسا خداوند نے فرمایا کہ میرے کاموں پر ایمان لاؤ اور یہی سچ ہے۔ ہم اس عربی ضرب المثل کو یوں پڑھتے ہیں کہ انظر من قال ولا تنظر ما قال۔ دیکھو کہنے والے کو اور مت دیکھو کہ کیا کہا۔ کیونکہ کسی فارسی شاعر نے ہمارے کان کھول دئے ہیں

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر میکنند
چوں بخلوت میروند آں کار دیگر میکنند

پس مصنف امہات مومنین نے آں کار دیگر کے دکھانے کو دربار دُربار مصطفائی کے اسرار یکے از ہزار و اندک از بسیار کھولکر ہمارے اور آپ کے روبرو رکھدئے اب چاہئے کہ اس کے احسانمند ہو کر ذرا اور بھی بال کی کھال نکالیں اور موشگافی کریں۔ تا کہ ہمارا اور آپ کا ایمان کسی انسانی بناوٹ اور ظاہری سجاوٹ پر نہو بلکہ صرف خدا اور اس کے رسول پر ہو کیونکہ ہمیشہ کی زندگی یہی ہے ؎

اب اگر ہمارے مسلمان بھائی اس عقیدہ سے ہاتھ اٹھائیں کہ محمد رسول اللہ اور شافع المذنبین ہیں۔ تو ہم ڈنکہ کی چوٹ کہتے ہیں کہ برائے آیندہ ہم خود ایسی ناگوار بحث میں اپنا پاؤں نہ پھنساویں کیونکہ درحقیقت عورتوں کے ناجایز تعلقات کا بیان ہمیشہ باعث شرم ہوتا ہے پھر بعض مسلمان بھائی ان اصطلاحات سے بھی سخت آگ بگولا ہو جاتے ہیں جو اس کتاب کی عبارت میں تشبیہاً یا تمثیلاً مصنف امہات مومنین نے درج کر دئے ہیں۔ مثلاً صفحہ ۵ سطر ۳ و ۴ قولہ مگر پھر زیادہ غور کرنے پر اُن کو آپ معلوم ہو جاتا ہے کہ پادریوں کے مقابل لڑنا گویا جنگ اُحد میں شہید ہونا ہے۔ جنگ اُحد جسپر ہمنے خط کھینچا ہے پادریوں کے مقابل جنگ ہی کے مشکلات جنگ اُحد سے تعبیر کرتے ہیں۔ مصنف کی غرض صرف یہی معلوم ہوتی ہے کہ وہ پادریوں کی بحث کے زور کو دکھاوے نہ کچھ اور اگر آپ اس میں کچھ بدنیتی دکھلانا چاہتے ہیں تو دوسرے مقام پر صفحہ ۱۴ سطر ۲۰ میں خود بھی مصنف امہات مومنین یوں فرماتے ہیں۔ یا عیسائی اصطلاح میں اس کو ہم یوں ظاہر کریں کہ نئی مے کو پُرانی مشکوں میں بھریں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ یہہ فقرہ انجیلی ہے مگر یہاں یہہ دکھلانے کو کہ مسلمان بھائی مسیحی تعلیم کی بنا پر مسئلہ کثیر الازواجی اسلامیہ کو اینچ تان کر یہہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ درحقیقت قرآن میں ایک سے زیادہ جورو کی سخت ممانعت ہے۔ حالانکہ اجازت ہے مصنف نے ایک واضح اور مشرح فقرہ انجیلی سے اُسے ظاہر کر دیا تب ہمارے خیال میں ایسے محاورات پر ناراض ہونا بالکل حماقت ہے۔ مذہبی تحریر و تقریر میں اگر مذہبی ضرب المثل اور مذہبی محاورات کام دے سکیں تو مناسب نہیں کہ باہر سے سعدی و جامیؔ





نظامی کے اشعار سے بحث کو زور دیا جاوے جیسا کہ خود ہم نے اپنے اسی مضمون میں متی ۱۲: ۱۶-۱۹ سے خداوند مسیح کا فرمان بایں غرض نقل کیا کہ مسلمانوں کی دونوں صورتوں میں ناراضی کا موقع ظاہر کریں۔ یوحنا کھاتا پیتا نہیں آیا اور وہ کہتے ہیں کہ اس پر ایک دیو ہے ابن آدم کھاتا پیتا آیا اور وہ کہتے ہیں کہ دیکھو ایک کھاؤ اور شرابی یعنے بنی آدم کو کسی حالت پر قرار نہیں اب اگر اس کے مقابل باہر سے مثال دیتے تو یوں کہ باپ اور بیٹا ایک گھوڑی پر سوار جاتے تھے لوگوں نے کہا کہ بڑے بے رحم ہیں ایک جانور پر دو دو سوار تب باپ اُتر کر چلنے لگا۔ لوگوں نے کہا بیٹا بڑا بے ادب ہے کہ باپ کو دوڑاتا ہے اور آپ سوار ہے۔ تب بیٹا اُتر کر چلنے لگا اور باپ سوار ہو لیا لوگوں نے کہا کہ بڈھا بڑا ظالم ہے بیٹے کو دوڑاتا ہے آپ سوار ہے۔ تب دونوں پیدل چلنے لگے لوگوں نے کہا کہ دونوں بیوقوف ہیں خدا نے سواری دی مگر پاؤں پاؤں دوڑتے ہیں۔ تب دونوں پھر سوار ہو کر چلدئے اور لوگوں کے بکنے کی کچھ پروا نہ کی۔ ناظرین اس باہری تشبیہ سے وہ انجیل تشبیہ کیسی عمدہ اور نفیس معلوم ہوتی ہے۔ ضرور اسی واسطے مصنف امہات نے مسلمانوں کے مقابل پادریوں سے بحث کرنے کی مشکلات کو جنگ احد کی تشبیہ سے واضح کر دیا اور درحقیقت جنگ احد بہت سخت تھی جس میں خود آنحضرت کا دندان مبارک شہید ہو گیا اس فقرہ کو سچا مورخ یوں لکھیگا کہ محمد صاحب کا دانت ٹوٹ گیا اس واسطے کہ اب تک آدمی شہید ہوتے سُنتے تھے دانت کا شہید ہونا نہیں سُنا تھا یہہ صرف محمدی اصطلاح ہے کہ دانت شہید ہو گیا یا ہم کہیں کہ پطرس رسول کے ہاتھ سے ملکھوس کا کان شہید ہو گیا۔ اس مقام کے قریب برابر قران شریف نے بھی ایسی ہی تشبیہ استعمال کی ہے دیکھو سورہ عمران رکوع ع۵ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم تحقیق مثال عیسیٰ کی نزدیک اللہ کے مانند مثال آدم کے۔ چنانچہ حاشیہ پر یوں مرقوم ہے کہ نصارا اس بات پر حضرت سے بہت جھگڑے کہ عیسیٰ بندہ نہیں اللہ کا بیٹا ہے تو آخر کہنے لگے کہ وہ اللہ کا بیٹا نہیں تو تم بتاؤ کس کا بیٹا ہے اس کے جواب میں محمد صاحب نے یہہ تو نہ کہا کہ وہ کسی کا بیٹا ہے یا نہیں مگر اپنا مطلب ظاہر کرنے کو کہ بغیر والدین کے بھی خدا کسی کو پیدا کر سکتا ہے آدم کا نام لے دیا تاکہ ان کا مطلب بخوبی سمجھ میں آجائے۔ کاشکہ مسیحی لوگ خداوند مسیح کو کنواری مریم سے پیدا ہونے کے سبب سے خدا کا بیٹا کہتے ہوتے تو درحقیقت صاف قران کی یہہ تشبیہ بعینہ ویسی ہی ہوتی جیسے جنگ احد والی مگر یہاں تو معاملہ بالعکس ہے یوحنا کی انجیل میں صاف فرمایا گیا ہے کہ وہ ازلی ہے اور اس واسطے مسیحی مسیح خداوند کو ازلی بیٹا اللہ کا کہتے ہیں۔ یعنے جب مریم کا نام و نشان تک نہ تھا پس وہ آدم کی تشبیہ ابنیت مسیح پر ٹھیک عاید نہیں ہوتی ہماری غرض اس مضمون میں کسی اور امر پر بحث کرنے کی نہیں صرف اتنا منظور ہے کہ جس بات سے ہمارے برادران اسلامی ناراض ہوتے ہیں وہ بات خود اُن کے قران میں بھی موجود ہے سو ہم نے کھولکر دکھا دیا۔ اب امید ہے کہ ناظرین امہات مومنین جو زمرہ اسلام سے ہیں آیندہ اس کتاب کے مطالعہ کے وقت ان باتوں کا خیال چھوڑ کر اصلی مقصد پر غور کریں گے اور نیز مصنف کتاب کی علمی لیاقت اور طرز منشیانہ کی بھی داد دیتے جائیں گے ؎

راقم

ک۔ن۔م۔س۔ از فرخ آباد

جناب اڈیٹر صاحب

ہم کو آج ایک خط ناگپور سے ملا کہ جس میں یہہ خبر فرحت اثر لکھی ہے کہ جس کا لکھنا ہم نور افشاں میں مناسب سمجھتے ہیں۔ ہمارے بزرگ اور معزز جناب مولوی صاحب مولوی صفدر علی کے صاحبزادہ جوزف صفدر علی صاحب جو خاص صدر ضلع وردہ میں نائب تحصیلدار تھے اسی مہینے میں وہ منصف کے عہدہ پر سرفراز ہو کر مقام ہنگن گھاٹ ضلع مذکورہ میں مقرر کئے گئے ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے خدا نے اُن کی ضعیفی میں ان کے ایمان کا نتیجہ دکھلایا ان کے دوستوں کو چاہئے کہ اس بزرگ کو مبارکبادی کے خطوط سے یاد کریں ؎

راقم

آصف مسیح۔ از کلکتہ

مسیح کی تعلیم

بقیہ آٹھواں باب

مسیح کی تعلیم انسان کی بابت

جو کسی اور بات سے نہیں ہو سکا سو مسیح کے ظاہر ہونے سے ہمارا دل اس بات کو قبول کرتا ہے

جیسا ایک امیر عالم کا قول ہے کہ "آسمان اور زمین کے قیام اور پائیداری خدا کے نزدیک انسان کی روح کی ترقی کے برابر نہیں ہے" اگر ہم پوچھتے کہ کیوں مسیح کے نزدیک ایسا بڑا گنا جاتا تھا تو ہم اس کے جواب میں یوں کہتے ہیں کہ اس بات کی اور مسیح کی ساری تعلیم و بنیاد اس کی خدا کی نسبت کی تعلیم میں پائی جاتی ہیں۔ اگر خدا ہمارا باپ ہے اور اگر اُسکا ارادہ انسان کے پیدا کرنے میں یہہ ہے کہ وہ اس کے بیٹے بیٹی ہو ویں اور اگر روح اور خاصیت اُن پر عنایت کی تاکہ وہ اس کی مخلوقات میں اس عمدہ عہدہ تک پہنچیں تو بیشک آدمی کی روح بہت بیش قیمت ہاں بے بہا معلوم دیتی ہے۔ ہم اس کی قدر کی کیا حد باندھ سکتے ہیں جب وہ خدا کا عین فرزند ہو سکتا ہے اور جب خدا کے حضور میں خوشی ہوتی ہے جب آدمی کو چھوٹے لڑکے کی مانند اپنی فرزندی محبت خدا سونپتا ہے اور سب سے کمینہ بھکاری جب ہم یاد کرتے ہیں کہ وہ اس الٰہی اور ابدی زندگی میں شریک ہو سکتا ہے۔ ایمان کی نگاہ میں شاہانہ اور عزت کے لایق سمجھا جاتا ہے۔ ہم اس تعلیم کی زیادہ قیمت لگاویں اور زیادہ اچھی طرح سمجھیں۔ اگر اس کو مسیحیت کے مخالفوں کے خیالوں سے مقابلہ کریں گے۔ وہ جو ناستک ہیں انسان کی زندگی کی قدر کتنا گھٹا دیتے ہیں کیونکہ اگر خدا نہیں ہے تو آدمی کا بنانا نہ تو محبت نہ دانائی سے ہوا اسکی زندگی کا انجام بربادی ہے جیسا کئی ایک فیلسوفوں نے حقارت کے طور سے کہا کہ "آدمی صرف ایک کھانا کھانے اور ہضم کرنیکا نل ہے اور اس میں اور کچھ نہیں"۔

گذشتہ زمانہ میں ایک مشہور عالم تھا جو مسیحیت کے برخلاف بہت کچھ لکھتا تھا اور ہم دیکھتے ہیں کہ اس کی کتابوں میں آدمی ہمیشہ ناچیز ناکارہ بتلایا جاتا ہے اور مسیحیت کی تعلیم آدمی کی قدردانی کی بابت بُرائی گنی جاتی ہے۔ اور ہمارے زمانہ میں علم ہیئت کے دریافت سے معلوم ہو گیا کہ یہہ دنیا خدا کی خلقت میں ایک چھوٹا سا ریزہ ہے اور آدمی کی زندگی ایسی جلدی گذر جاتی ہے کہ مسیحیت کا دعویٰ کہ وہ ابدی نجات حاصل کرنے کے لایق ہے مشکل سے دل میں بیٹھتا ہے۔

ہاں مسلمانوں کے مذہب پر غور کرو وہ ایک واحد خدا کو مانتے ہیں لیکن اس کو صرف ایک بادشاہ کے موافق شمار کرتے ہیں اور باپ کے موافق نہیں تو ایسے خیال سے جو قادرِ مطلق خدا کو آدمی سے بہت دور کر دیتا انسان کی روح صرف اپنی پست حالی کی فکر میں ڈوب جاتی ہے۔

مسیحی مذہب سب طرح کے مذاہب کے مقابلہ میں اس بات میں سبقت لے جاتا ہے کیونکہ وہ اس کے ماننے والوں کو یہاں تک طاقت اور ترغیب دیتا ہے کہ وہ اپنی روح کی بے بہا قیمت سے خدا کے دیکھنے میں آگاہ ہو جاتے ہیں۔ اور اگر خدا کے دیکھنے میں انسان کی روح بیش قیمت ہے تو کیا آدمی کے کہنے سے کم قدر ہو سکتی ہے؟ اس قدردانی کا پھل یہہ ہے کہ ہم دنیا کے کاروبار اور قومی دستورات میں یہہ دیکھتے ہیں کہ ہر ملک میں جہاں مسیح کا ایمان جاری ہوتا ہے اور اس کی تعلیم زیادہ تر استعمال کی جاتی ہے وہاں انسان کی زندگی کی قدر کرنا اور آدمی کی نیکی کی جستجو اور اوروں کی خوشی چاہنا اور مصیبت زدوں میں ہمدرد ہونا یہہ سب باتیں ترقی پر ہیں۔ آج کل مسیحی قوموں میں بیماروں کے لئے شفاخانے اور دیوانوں کیلئے پناہ گاہیں اور یتیم خانے اور بیوہ خانے اور طرح طرح کے دوستانہ خلایق برابر پائے جاتے ہیں۔

مسیحی قومیں غلامی کی سوداگری کو بھی بند کرنے کی کوشش میں مقدم تھیں اور قیدیوں کی تنبیہہ میں رحم اور انصاف کرتی تھیں اور اُس کے علاوہ تدبیر کرتے کہ قیدیوں کو ایسی سزا دیجاوے کہ قیدی اپنی بری عادت سے نفرت کر کے معتبر آدمی بننے کا موقعہ پاوے اور ہم دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ جو مسیحی نہیں ہیں ایسے ایسے رحم کے کاموں میں مسیحیوں کے نمونہ پر چلنے لگ جاتے ہیں مثلاً جاپان کے لوگ لڑائی کے وقت زخمیوں کی مدد کے لئے انتظام کرتے تھے اور جیسے مسیحی (Red Cross Band) یعنے لال صلیب کی جماعت کے نام سے اب مددگاروں کے نام لکھتے ہیں اور جس کا مطلب یہہ ہے کہ مسیح ایسے کام میں ہمارا نمونہ اور ہادی ہے ویسے ہی جاپانی ایسے Red Cross جھنڈے کے نیچے مددگاروں کی بڑھتی کرتے تھے یہہ نہ جانکر کہ اس میں وہ مسیح کا اقرار کرتے ہیں۔

(۲) اب یہاں تک مسیح کی تعلیم آدمی کی بابت روشنی اور امید سے بھری ہوئی ہے لیکن جب ہم انسان کے گناہ کی بابت دریافت کرتے ہیں تب بیشک اس کی تعلیم اور طرح کی ہے یعنے وہ خوفناک ہے۔ پہلے جب مسیح گناہ کی بابت تعلیم دیتا تھا تو اس کی ساری باتوں سے صاف ظاہر ہوا کہ اس کی گنتی میں گناہ کی بُرائی اور نتیجہ نہایت ہیبتناک ہے۔ گناہ کی آیندہ عدالت ایسی سخت ہے کہ مسیح کی رائے میں ہر ایک بیہودہ بات کا حساب دیا جائیگا (متی ۱۲: ۳۶)

بقیہ

غلام۔ آزاد

(۶) ہر ایک قانون کسی مرضی Will یا خیال Thought کے عمل کا طریق ہے؀

(۷) عالم یا خلقت میں ایک ابدی قانون موجود ہے جو راست اور حق ہے؀

(۸) اس قانون کی ہستی تمام بیرونی تجربہ اور تواریخ میں منکشف کی گئی ہے۔

(۹) یہہ قانون نہایت صفائی کے ساتھ ضمیر کے تمام نیچرل اعمال میں اندرونی تجربہ میں ظاہر کیا جاتا ہے +

(۱۰) لہذا صاف نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ عالموں یا تمام خلقت میں ایک پاک مرضی a Holy will موجود ہے؀

(۱۱) لیکن پاک مرضی a Holy will فقط پاک شخص a Holy Person میں ہوتی ہے؀

(۱۲) مگر ہم جانتے ہیں کہ اخلاقی قانون کامل ہے کیونکہ یہہ ہمیشہ بلاتبدیل اور بلاشرط انسب کو طلب کرتا ہے یعنے وہ چیز طلب کرتا ہے جو ہمارا فرض ہے (What ought to be)

(۱۳) خالق مخلوق کی نسبت ضرورتاً زیادہ جلالی ہونا چاہیے۔

(۱۴) اخلاقی قانون کی کاملیت جو مخلوقات میں پیوستہ اور موجود ہے الہی ذات کی کاملیت کو آشکارا کر رہی ہے۔

(۱۵) اس میں چون وچرا نہیں ہو سکتا کہ اخلاقی قانون کامل ہے +

(۱۶) لہذا تمام اعتراضات جو کہتے ہیں کہ خدا میں نقص ہے معدوم ہو جاتے ہیں اس بنا پر کہ ہمارے پاس ایک لاشک سچائی موجود ہے کہ اخلاقی قانون کامل ہے +

(۱۷) مذکورہ بالا عالمگیر حقایق اور مسلمہ سچائیوں سے ثابت ہو گیا کہ چونکہ ہم بیرونی خلقت یعنے تجربہ اور تواریخ اور اندرونی خلقت یعنے ضمیر Conscience میں نہایت کامل قانون کی ہستی کو محسوس کرتے ہیں جو ہم کو راستی اور نیکی کی طرف راغب کرتا ہے۔ اور جو ہمیشہ بلاتبدیل اور بلاشرط ہمارا فرض ہم کو جتلاتا رہتا ہے لہذا نہایت صاف نتیجہ نکلا کہ اس موجد قانون اور شریعت دہندہ یعنے خالق میں ہرگز ہرگز نقص یا گناہ نہیں ہے +

(۱۸) بدی کے آغاز کی نسبت تمام تحقیقات کے دوران میں الہی ذات کی کاملیت کو مدنظر رکھنا انسب ہے +

منطق طلب کرتا ہے کہ چونکہ عالم میں ایک کامل اخلاقی شریعت موجود ہے لہذا ایک کامل پاک مرضی a perfectly Holy will کی ہستی ضروری ولازمی ہے اور یہہ کامل پاک مرضی a perfect Holy will فقط ایک کامل پاک شخص a perfect Holy person میں موجود ہونی لازمی ہے +

اب شاید کوئی کہیگا کہ بیشک یہہ تو ثابت ہو گیا کہ خالق میں نقص اور گناہ نہیں اور نہ وہ گناہ کا بانی ہو سکتا ہے۔ مگر اس میں بھی تو چون وچرا نہیں کہ عالم میں گناہ موجود ہے اور ہم یہہ بھی قبول کر لیتے ہیں کہ گناہ ذی روح وذی عقل محتاج بالغیر اور فعل مختار مخلوق کی فعل مختاری کے بد اور ناجائز استعمال سے سرزد ہوا۔ بیشک یہی گناہ کا آغاز ہے مگر کیا خدا گناہ کو روک نہیں سکتا تھا؟ کیا یہہ محالِ مطلق ہے کہ خدا گناہ کو روکتا اور پھر بھی ذی روح وذی عقل مخلوق کی فعل مختاری قایم وبرقرار رہتی؟

مندرجہ ذیل حقیقتیں بھی نہایت غور وفکر کے لایق ہیں؀

(۱) یہہ اظہر من الشمس اور انسان کی اخلاقی فطرت اس کی شاہد ہے کہ گناہ دنیا میں موجود ہے +

(۲) خدا کامل ہے +

(۳) خدا نے گناہ کی ہستی کی کیوں اجازت Permission دی؟

ہم اس بات کے اقرار سے شرماتے نہیں کہ ان سوالوں کے جوابات کافی وشافی نہیں ہیں۔ کامل پاک خالق کی خلقت میں گناہ کی ہستی بلاشبہ ایک رازِ عظیم ہے جس کا حل اور کشف اس زندگی میں محال ہے ابھی ہم بے سمجھ اطفال ہیں۔ جیوں جیوں ہم بڑھتے جائیں گے ہم اس راز کو بھی سمجھتے جائیں گے۔ اس زندگی میں ہمارا کام یہہ ہے کہ اس روشنی کو جو ہمیں عنایت ہوئی ہے کام میں لاویں اور بس اور موت کے بعد جو دوسری ابدی زندگی کا دروازہ ہے ہم حکمت کے خزانوں میں سے وہ چیزیں دیکھینگے جن کے دیکھنے کا تاب ان آنکھوں کو نہیں اور ایسی باتیں سنیں گے جن کے سننے کی طاقت ان کانوں کو نہیں اور ایسے راز معلوم کریں گے جن کے ادراک کے لئے ہمارا دل کوتاہ اور ناقص اور قاصر ہے۔ مگر یہہ حالت تب ہی ہو سکیگی جب ہم گناہ کی غلامی اور قید سے چھٹکارا اور خلاصی حاصل کر کے خدا کے آزاد فرزندوں کی زندگی اور طبیعت میں شریک ہو جاویں گے؀

ہم اس مضمون کو بہت طول دینا نہیں چاہتے لہذا اختصار کر کے جواب دیتے ہیں فقط ایک سوال کا کہ آیا خدا ایسا کر سکتا تھا یا نہیں کہ ذی روح مخلوق

فعل مختار بھی رہتا اور دنیا میں گناہ بھی دخل نہ پاتا +

واضح ہو کہ ہمارا خدا قادر مطلق خدا ہی اور سب کچھ جو اس کی پاک ذات اور صفات کے برخلاف نہو کر سکتا ہی مگر نہایت مناسب ہی کہ خدا کی تمام صفات کو مدِ نظر رکھا جاوے۔ وہ قادر مطلق۔ رحیم۔ صادق القول قدوس۔ عادل۔ غیور۔ غیر مبدّل۔ غیر محدود۔ حکیم مطلق وغیرہ وغیرہ تمام صفات سے ملبّس ہی۔ وہ جامع الصفات ہی۔ اس کی تمام صفات کامل ہیں لہٰذا وہ کامل صفات والا کامل خدا ہی۔ بڑا خطرہ ہی کہ لوگ کامل خدا کی چند ایک صفات کو مدِ نظر رکھتے اور باقی صفات کو بالکل فراموش کرتے ہیں اور یوں ایک فرضی من گھڑت خدا کو قبول کر کے جھوٹی اطمینان حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر یہہ دھوکا ہی اور ایسے لوگ اس زندگی میں بدتر ہوتے جاتے ہیں اور عاقبت میں مصیبت اُٹھاتے ہیں مثلاً ہندو اور مسلمان وغیرہ وغیرہ قومیں خدا کی رحمت پر اس قدر زور دیتے ہیں کہ برملا کہتے ہیں بلکہ اُن کی مذہبی کتب میں مندرج ہی کہ خدا رحیم ہی اور بڑے سے بڑے گناہگار کو معاف کر دیگا۔ نتیجہ اس کا یہہ ہوتا ہی کہ وہ گناہ میں بڑھتے جاتے اور بدتر ہوتے جاتے ہیں۔ اگر وہ کامل خدا کی تمام اور کامل صفات کو مدِ نظر رکھتے اور رحمت کے ساتھ ساتھ عدل۔ صدق اور پاکیزگی پر بھی زور دیتے تو ان کی بناوٹی تسلی اور اور جھوٹا اطمینان معدوم ہو جاتا اور ان کو فکر پیدا ہوتا کہ کیونکر خدا کی تمام صفات برقرار رہیں اور وہ راست ٹھہرے اور گناہگار کو راستباز ٹھہرا دے۔ ایسی فکر ان کو راہ راست پر ضرور لاتی جو الہام میں منکشف ہوئی ہی +

بلاشبہ خدا قادر مطلق ہی اور سب کچھ جو اس کی پاک مرضی ۔۔۔ اور کامل ذات اور صفات کے خلاف نہ ہو کر سکتا ہی۔ مگر وہ حکیم مطلق بھی ہی تو قادر مطلق ہو کر وہ گناہ کو فعل مختار مخلوق میں روک سکتا تھا۔ مگر کیا وہ حکیم مطلق ہو کر ایسا کر سکتا تھا؟ ہم جواب دیتے ہیں ہرگز نہیں۔ ثبوت اس کا یہہ ہی کہ اس نے ایسا کیا نہیں یعنے اس نے گناہ کو روکا نہیں بلکہ ہونے دیا۔ الٰہی کاملیت کا ثبوت اخلاقی قانون کی کاملیت سے حاصل ہوتا ہی۔ گناہ موجود ہی۔ لہٰذا نتیجہ برآمد ہوتا ہی کہ حکمت مطلق طلب کرتی ہی کہ گناہ روکا نہ جاوے چنانچہ ایسا ہی ہوا +

مندرجہ ذیل اصول بھی نہایت غور و فکر کے لایق ہیں +

(۱) خلقت میں ضروری و لازمی بات ہی کہ اُوپر کے لئے نیچے۔ دائیں کے لئے بائیاں۔ قبل کے لئے بعد۔ نیکی کے لئے کم از کم امکانِ بدی موجود ہو +

(۲) خلقت میں ضروری و لازمی بات ہی کہ آزاد فعل مختاری کے عطیہ کے ساتھ ساتھ نیکی یا بدی کی قبولیت و منظوری کا امکان موجود ہو +

(۳) خلقت میں یہہ ایک ضروری و لازمی امر ہی کہ مخلوق ایک محدود وجود ہو یعنے ممکن الوجود ہو +

جو محدود اور ممکن الوجود ہی ضرور ناقص بھی ہی۔ جو کامل نہیں اُسکا عمل بھی نقص کا امکان رکھتا ہی۔ ہم کہتے ہیں کہ ممکن الوجود اور محدود مخلوق میں نقص کا امکان ہی نہ کہ اس کے لئے ضروری اور لازمی ہی کہ وہ نقص کا عامل ہو +

خدا نے گناہ کو ہونے دیا نہ اس لئے کہ یہہ اس کے لئے محال مطلق تھا بلکہ اس لئے کہ اُس نے ذی عقل مخلوق کو فعل مختار۔ ذمہ وار۔ جواب دہ خلق کیا تھا۔ اس مخلوق کی فعل مختاری اس ہی میں موجود ہی کہ آزمایش کے موقعہ پر وہ اپنے ضمیر کی دھیمی لیکن صاف آواز کا شنوا ہووے اور کھڑا رہے اور اگر اس آواز سے غافل رہے اور آزمایش سے لبھایا جاوے تو گر پڑے اور شکست کھاوے +

شاید حکمتِ مطلق نے بہتر جانا کہ آزاد فعل مختار مخلوق گناہ کے ساتھ جنگ کرے اور یوں نیکی کے زور میں بڑھتا جاوے نہ کہ جنگ سے محفوظ رکھا جاوے اور سست اور کمزور رہے +

مگر ای معزز اور عزیز ناظرین ہمارے لئے یہہ خوشی کا موقعہ ہی کہ جس حال میں صاف اور واضح طور سے ثابت ہو گیا کہ ہمارا خدا کامل خدا ہی جس میں کوئی نقص نہیں تو صاف طور سے ثابت ہو گیا کہ نہ اس میں گناہ ہی اور نہ وہ گناہ کا بانی ہی کیونکہ اگر اس میں گناہ ہو یا وہ گناہ کا بانی ہو تو بلاشک وہ ناقص ٹھہرا اور کمالیت کے درجہ سے گر گیا +

روح کے آسمانوں میں ہم قسم قسم کے نیّر کو دیکھتے ہیں جو ہم کو نور بخشتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ جب ضمیر فرماتا ہی "یہہ کر" اور ہم اس کو نہیں کرتے اور جب فرماتا ہی کہ "یہہ مت کر" اور ہم اس کو کرتے ہیں تو گناہ ہمارا ہی اور نہ کسی دوسرے کا۔ اگر کوئی اپنی ہستی کا قایل ہی تو وہ اس بات کا بھی قایل ہی کہ جب وہ ضمیر کی آواز کے خلاف عمل کرتا ہی تو وہ ضرور خود آپ ہی اور نہ کوئی دوسرا قصوروار اور ذمہ وار ہی۔ قصہ کوتاہ ہم میں اور تمام عالموں میں گناہ فعل مختاری کے بد اور ناجایز استعمال سے داخل ہوا +

آخری سوال۔ مگر خدا نے ہم کو ہستی بخشی ہی اور وہی ہم کو زندہ رکھتا ہی تو وہی ذمہ دار ہی۔

جواب۔ بہت اچھا۔ مگر عالمگیر سچائی اور حق اصول اس بات کو صاف ثابت کرتے ہیں کہ

اُس نے ہم کو آزاد مرضی Free will بخشی ہے+ سمندر پر ڈاکوؤں اور بحری چوروں کے جہاز اِدھر اُدھر بہتے پھرتے ہیں۔ سمندر کی ہوا اُن ڈاکو جہازوں کے بادبانوں کو بھر دیتی ہے۔ مگر کون کہیگا کہ سمندر اور سمندر کی ہوا ڈاکہ اور بحری چوریوں کے لئے قصوروار اور ذمہ وار ہے+

خدا کی حکمتِ مطلق نے گناہ کو ہونے دیا Permitted کہ اس کی صفاتِ کامل کا اظہار ہو۔ باقی پھر عرض کرینگے۔

راقم

پی۔سی۔یو۔روپڑ

بقیہ

کرم مارگ

اُپنیشد

"جو کچھ ہوا ہے یا جو کچھ ہوگا وہی سب کچھ ہے" اسہی پُرش کو دیوتاؤں نے قربانی پر چڑھایا اس پُرس کا منہہ برہمن ہوا۔ دونوں بازو چھتری ہوئے۔ رانیں ویشن اور پاؤں شُدر ہوئے۔ ۱۲۱ اسکتہ میں اس پُرس کو ہرنیا گربا کہا ہے اور پرجاپتی کہا گیا ہے "سب سے پہلے صرف ہرنیاگرب موجود تھا" وہ پیدا ہوتے ہی ساری خلقت کا واحد خداوند ہوا" اُس نے جیوآتما دی ہے۔ طاقت دی ہے۔ اس کے احکام دیوتے مانتے ہیں اُس کا سایہ غیر فانیت۔ موت اس کے بس میں ہے۔ اس کے جلال سے پہاڑ پیدا ہوئے سمندر کے ساتھ زمین بھی اس ہی کی پیدایش ہے۔ بلند آسمان کو اور زمین کو اسہی نے اُن کی جگہہ پر قایم کیا وغیرہ۔ رگوید کے اس واحد خدا کا خیال اگرچہ کامل نہیں تو بھی جزوی ہے یہہ بات ہم کو ماننی پڑیگی+

رگوید کے اس واحد خدا کے خیال کو خواہ اپنی بنیاد رکھی ہو۔ یا کسی غیر ملک سے اس علم کی چنگاری حاصل کرکے ہو۔ چند رشیوں نے ہندوستان کے مختلف جنگلوں میں واحد خدا کے خیال کے بارے میں چند رسالے تصنیف کئے اُن رسالوں کے نام آرنیک یا اُپنیشد ہیں۔ اُپنیشد کے رشیوں نے صرف ایک برہم جگت کا آدمی کارن قرار دیا۔ اندر اگنی۔ وایو۔ ورُن وغیرہ دیوتاؤں کو عاجز ٹھہرایا۔ اور ان دیوتاؤں کے لئے یگ وغیرہ کرنا۔ زیادہ مفید نہیں۔ بلکہ فضول ہے+

इदं वा अग्रे नैव किंचिदासीत। सदेवसौम्येदमग्र आसीदेकमेवाद्वितीयम्। सब एष महानज आत्माजरोऽमृतोऽभयः॥

یہہ جگت ابتدا میں کچھ نہیں تھا۔ اے پیارے شاگرد پیشتر ایک ہی واحد ست سروپ پرم برہم تھا۔ وہ جنم رہت۔ مہا آتما۔ وہ اجرامر۔ نت اور ابھے ہے۔

स तपोऽतप्यत स तपस्तप्त्वा इदं सर्वमसृजत यदिदं किंच।

اس نے پیدا کرنے کے بارے میں سوچا اور سوچکر سب کچھ خلق کیا۔

एतस्माज्जायते प्राणो मनः सर्वेन्द्रियाणि च। खं वायुर्ज्योतिरापः पृथिवी विश्वस्य धारिणी॥२॥

اس ہی سے پُران۔ مَن۔ ساری اندریاں۔ آکاش۔ وایو۔ جوتی۔ جل۔ اور سب کو دھرنے والی پرتھوی پیدا ہوئی۔

भयादस्याग्निस्तपति भयात्तपति सूर्यः। भयादिन्द्रश्च वायुश्च मृत्युर्धावति पञ्चमः॥

اُس کے ڈر سے آگ جل رہی ہے۔ اُس ہی کے ڈر سے سورج گرمی پہنچا رہا ہے۔ اس ہی کے ڈر سے اندر۔ وایو۔ اور موت بھاگے بھاگے پھرتے ہیں+

سو اُپنیشد کے رشیوں نے ایشور کو نت جگت کا رن قرار دیا ہے اور ویدک رشی جن دیوتاؤں کو پوجتے آئے یعنے اگنی۔ سورج۔ اندر۔ وایو وغیرہ کو اس ہی برہم کا فرمانبردار بتایا۔ طلبگار اپنشید میں ان دیوتاؤں کو برہم سے جھوٹا ثابت کرنے کی دلیل میں ایک عمدہ قصہ بیان کیا ہے۔ ہم ذیل میں اس قصہ کو بیان کرتے ہیں۔ دیوتوں اور اسُروں کے درمیان جب لڑائی ہوئی۔ تو برہم نے دیوتاؤں کو فتحیابی بخشی۔ اس برہم کی فتحیابی سے دیوتوں نے فتح یابی حاصل کی۔ لیکن اُنہوں نے اپنے دل میں سوچا کہ یہہ فتح ہم نے خود اپنے ہی قوت بازو سے حاصل کی۔ اس انترجامی برہم نے جب دیوتاؤں کے اس جھوٹے فخر کو جانا۔ تو اُن کو نصیحت دینے کے واسطے تاکہ وہ پھر کبھی اسُروں کے ہاتھ سے اس فخر کے سبب ہلاک نہ ہوں اپنے تئیں اپنی مایا سے بجلی کی طرح اُن کے سامنے ظاہر کیا اور اُنہوں نے نہیں جانا کہ یہہ کون معبود ہے۔ اسوقت دیوتاؤں کی ایک بڑی پنچایت ہوئی اور دیوتاؤں نے اگنی سے التماس کی کہ اے اگنی تو دریافت کرکہ یہہ معبود کون ہے۔ اگنی منظور کرکے وہاں سے روانہ ہوا۔ اس معبود نے اگنی سے پوچھا کہ تو کون ہے۔ اگنی نے جواب دیا میرا نام اگنی ہے۔ میرا نام جات ویدہے۔ میں بہت مشہور ہوں تب اس معبود نے اگنی سے پوچھا کہ اے اگنی تو جو ایسا مشہور ہے تجھ میں کیا قدرت ہے اگنی نے جواب دیا کہ اس جہان میں

جتنی چیزیں ہیں میں انہیں بھسم کر سکتا ہوں۔ تب اس معبود نے ایک تنکے کو اگنی کے سامنے رکھکر کہا کہ ای اگنی تو اس تنکے کو بھسم کر۔ تب اگنی نے اس تنکے کے پاس جاکر تمام طاقت سے اس کو بھسم کرنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہیں ہوا۔ تب اگنی نے دیوتاؤں کے پاس آکر کہا کہ میں دریافت نہیں کر سکا کہ یہہ معبود کون ہی۔ بعد اس کے اُن دیوتاؤں نے وایو سے کہا کہ ای وایو تو دریافت کر کہ یہہ معبود کون ہی۔ وایو منظور کر کے اس معبود کے پاس پہنچا۔ اس معبود نے وایو سے پوچھا کہ تو کون ہی۔ وایو نے جواب دیا کہ میں وایو ہوں۔ میرا نام وایو ہی اور میں بہت مشہور ہوں۔ میرا نام ماتر شوا ہی۔

تب اُس معبود نے وایو سے کہا کہ ای وایو تو جو ایسا مشہور ہوا ہی کیا قدرت رکھتا ہی۔ تب وایو نے جواب دیا کہ اس جہان میں جو کچھ ہی اس سب کو اُڑا سکتا ہوں۔ تب معبود نے ایک تنکا اس کے سامنے رکھکر کہا اس کو اُٹھا لے۔ تب وایو نے اس تنکے پر اپنا سب زور لگایا مگر اس کو ہلا بھی نہیں سکا۔ تب وایو نے واپس آکر کہا میں نہیں جانتا کہ یہہ معبود کون ہی۔ آخر کار دیوتوں نے اندر سے کہا کہ ای اندر تو دریافت کر کہ یہہ معبود کون ہی۔ اندر بھی اچھا کہکر اس معبود کے پاس گیا اس دفعہ وہ معبود چشم زدن میں اندر کے سامنے سے غائب ہو گیا۔ اندر نے اکاش میں جب اس معبود کو نہیں پایا تو وہ واپس نہیں آیا بلکہ وہیں ٹھہرا رہا۔ تب بدیہ (علم معرفت) ایک خوبصورت عورت کی شکل میں اندر کو دکھائی دی۔ اندر نے اس کے پاس آکر دریافت کیا کہ وہ معبود جو یہاں تھا کون ہی۔ بدیہ نے جواب دیا کہ وہ برہم ہی اور اس ہی کی طاقت سے تم سبھوں نے فتح حاصل کی ہی۔

دیکھو طلبکار اپنیشد اشلوک ۱۴-۲۳-

اس بیان سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اندر وغیرہ دیوتاؤں کو جس قدر ہندو آریوں نے وید میں بڑھایا تھا۔ اور اپنے دشمنوں کے ساتھ لڑائی میں اُن کو فتحیابی کا وسیلہ قرار دیا تھا اُسی قدر اُپنیشد کے رشیوں نے اُن کو جلال کے تخت سے اُتار دیا اور یہہ قرار دیا کہ اُن لڑائیوں میں صرف برہم ہی فتحیابی کا باعث تھا نہ کہ وہ دیوتے سو برہم اکیلا قابلِ پرستش ہی+

यद्वाचानभ्युदितं येन वागभ्युद्यते। तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते।

زبان جس کو بیان نہیں کر سکتی اور زبان جس سے مقرر ہوئی وہی برہم ہی اسی کو جان تو نہ اُن کو جنہیں لوگ پوجتے ہیں۔ طلبکار اپنیشد اسلوک ۴+

جو من سے جو دریافت نہیں ہوتا اور جو من کو جانتا ہی اسی کو جان تو نہ ان کو جن کی لوگ پرستش کرتے ہیں۔ شلوک ۵ وغیرہ اشلوک ۸ تک۔ یعنے جو حواس خمسہ سے دریافت نہیں کیا گیا۔ اور اس ہی نے حواس خمسہ کو اُن کی جگہہ پر مقرر کیا اسی کو جان تو نہ ان کو جن کی لوگ پرستش کرتے ہیں۔ لوگ کن کی پرستش کرتے تھے۔ یہی اندر۔ اگنی۔ درون۔ وایو وغیرہ اپنیشد کے رشیوں نے اُن کو پرستش کے تخت سے اُتار دیا ہی۔ کہتے ہیں کہ وہ پرستش کے قابل نہیں ان کی پرستش مت کرو۔ صرف ایک برہم کی پرستش کرو جو سب کا کارن ہی۔ اگر وید کے دیوتا پرستش کے لایق نہیں ہیں تو ان کے واسطے قربانی چڑھانے کی کیا ضرورت ہی۔ سو اپنیشد کے رشی کہہ رہے ہیں+

यो वा एतदक्षरं गार्ग्यविदित्वास्मिँल्लोके जुहोति यजते तपस्तप्यते बहूनि वर्षसहस्राण्यन्तवदेवास्य तद्भवति।

ای گارگی اگر کوئی اس غیر فانی کو جانے بغیر یہاں ہزار برس تک قربانیاں گذرانے اور تپسیہ کرے تو کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ برھیوداریک اپنیشد ۳-۸-۱۰+

ویدک رشی اپنی قربانی کے وسیلے بہشت کو حاصل کرنے کی امید کرتے تھے اپنیشد کے رشی ان کی اس امید کو باطل ٹھہراتے ہیں سو وید کے دیوتے جھوٹے۔ وید کے کرم لاحاصل۔ اب خود وید کو بھی وہ ایک طرح سے لاحاصل ٹھہراتے ہیں+

तस्मै स होवाच। द्वे विद्ये वेदितव्ये इति ह स्म यद्ब्रह्मविदो वदन्ति परा चैवापरा च॥४॥ तत्रापरा ऋग्वेदो यजुर्वेदः सामवेदोऽथर्ववेदः शिक्षा कल्पो व्याकरणं निरुक्तं छन्दो ज्योतिषमिति। अथ परा यया तदक्षरमधिगम्यते॥५॥

یعنے شونک کو رشی رس نے جواب دیا کہ بدیہ یعنے علم دو طرح کے ہیں جسے برہم کے جاننے والوں نے بیان کیا ہی۔ پرابدیہ یعنے سچا علم۔ دوسرا اپرابدیہ یعنے جھوٹا علم سو رگوید۔ یجروید۔ شام وید۔ اتھرون وید اور سکشا۔ کلپہ۔ بیاکرن۔ نرکتھا۔ چھند۔ جوتش (چھہ وید انگ) اپراودیہ یعنے ناقص اور جھوٹا علم ہیں۔ لیکن پرابدیہ یعنے سچا علم وہ ہی جس سے غیر فانی برہم حاصل ہو سکتا ہی۔ منڈک اپنیشد ۱-۱-۴-۵ +

واقعات اور رائیں

جادو وہ جو سر پر چڑھکر بولے۔ تعصب اور ہٹ دھرمی کے بس میں ہوکر لوگ خواہ کتنا ہی سچائی اور حق کو دبانے اور اس کی مخالفت کرنے کی کوشش کریں مگر سچائی آخر کا ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی ہاں جب کبھی تھوڑے عرصے کے لئے بھی تعصب اور ہٹ دھرمی کا پردہ انسان کی آنکھوں سے ہٹ جاتا ہے تو انسان سچائی کا اقرار کرلیتا ہے ؛

وقتاً فوقتاً آریہ اخبار مسیحی مذہب کی مخالفت کرتے رہتے اور ظاہر کرتے رہتے کہ ہم نے نہ کسی بات میں مسیحی مذہب کی تقلید کی ہے نہ کرتے ہیں لیکن یہہ بات سچ کے خلاف ہے وہ بہتسی باتوں میں مسیحی مذہب کی تقلید کرتے رہتے اور مسیحی خوبیوں کا حوالہ دیکر اپنے لوگوں کو بھی ویسا کرنے کی ترغیب دیتے رہتے ہیں۔ ہم خوش ہیں کہ کبھی کبھی تعصب اور ہٹ دھرمی کی پٹی تھوڑی دیر کے لیئے ان کی آنکھوں سے گرجاتی ہے اور مسیحی مذہب کی خوبیوں کو دیکھ لیتے ہیں۔

۲۴ اگست سنہ ۱۸۹۹ء کے آریہ گزٹ میں عیسائی دھرم کے پرچار کا عنوان دیکر یہہ خبر درج کی گئی ہے کہ عیسائی لوگ صرف تندرستوں میں ہی پرچار نہیں کرتے بلکہ بیماروں اور مصیبت زدوں میں پرچار کرنا بھی اُن کا اعلیٰ مقصد ہے لنڈن کی ایک ایلیکٹروفون کمپنی نے عیسائی دھرم کے پرچار کی خاطر یہہ ذمہ اٹھایا ہے کہ وہ لنڈن کے بڑے بڑے ہسپتالوں میں اپنے اوزار لگاویں گے اور خود خرچ ادا کرینگے۔ اس سے ہسپتال کے بیمار چارپایوں پر لیٹے لیٹے گرجہ کا اُپدیش سُن لیا کریں گے۔ اور اس طرح عیسائی دھرم سے اپنا ہت پرگٹ کیا کریں گے۔

آریہ گن! آؤ ہم سب اس سے کچھ سبق سیکھیں اور اگر بیماروں میں نہیں تو کم از کم تندرستوں میں ہی آریہ دھرم کا پرچار کریں۔

اسی اخبار میں ولایت کے چند کتوں کی خبر دیکر ایڈیٹر صاحب نے عیسائی مت کے لوگوں کے ہت کی تعریف کی ہے۔ ہم ذیل میں اُن خبروں کو معہ ایڈیٹر صاحب کی رائے کے پیش کرتے ہیں۔

ریلوے کے کتے اور اناتھوں اور بدھواؤں کی پرورش۔ لنڈن کے ریلوے سٹیشن پر ایک کتا ہے جس کا نام ٹم ہے اس کے گلے میں ایک چھوٹا سا صندوقچہ بندھا ہوا ہے۔ سٹیشن پر یہہ کتا پھرتا رہتا ہے اور خیرات مانگتا رہتا ہے اور یہہ خیرات اناتھوں کے کام آتی ہے سنہ ۱۸۹۲ء سے اس کتے نے چار سو پونڈ اکٹھا کیا ہے ایک دفعہ حضور ملکہ نے بھی اس کتے کو ایک پونڈ انعام دیا تھا اور پرنس آف ویلز نے ایک گنی۔ اسی قسم کا ایک اور کتا تھا جس کا نام ہیلپ تھا جو کہ پچھلے سال مرگیا اور جس کا جسم اب تک سٹیشن پر گلاس کے صندوق میں بند رکھا ہے اور ریلوے کے ملازموں کے اناتھ بچوں کے لئے اس نے اپنی زندگی میں ایک ہزار پونڈ اکٹھا کیا اس کی صندوقچی پر مفصلہ ذیل عبارت لکھی تھی۔ "میں انگلستان کی ریلوے کا کتا ہوں۔ میرا نام ہیلپ (مدد) ہے اور میں ان ریلوے ملازموں کا جو ریلوے کا کام کرتے مرگئے ہیں میں سفری ایجنٹ ہوں۔ میرا دفتر کوچہ ۵۵ لنڈن میں ہے جہاں کہ چندہ باقاعدہ جمع ہوتا ہے اور رسید دیجاتی ہے۔ اس طرح پچھلے سال سے ایک اور کتا کام کر رہا ہے اور اس نے پچیس پونڈ جمع کئے ہیں۔ اسی طرح ایک کتے نے بدھواؤں کی مدد کے لیئے ایک سو ساٹھ پونڈ اکٹھے کیئے تھے ؛

قصبہ کارک (انگلستان) کے ایک کتے مسمی لیو نے بچوں کے ہسپتال کے لیئے دو ہزار چار سو بانوے پونڈ چندہ جمع کیا۔ ایک اور کتے مسمی ڈنی نے اپنی زندگی میں ۲۵۱۶۶ سکے جمع کئے اس کا طریقہ یہہ تھا کہ زمین پر سے تانبے کے سکے منہہ سے اٹھا کر اپنے صندوق میں ڈال لیا کرتا تھا ؛

آریہ گن! یہہ تو ہے ولایت کے کتوں کا کام یہہ ہے عیسائی مت کے لوگوں کی ہمت۔ ہم لوگ کیسے اوت ہوسکتے ہیں جن کے لکھیا آدمی برسر عام یتیموں اناتھوں کی مدد کرنا دھرم اور بیدولیسن" تلاتے ہیں۔ ایسے آدمیوں سے تو ولایتی کتے ہی زیادہ رحمدل ہیں ؛

پیارے ناظرین کیا یہہ جادو نہیں ہے جو آریہ گزٹ کے سر پر چڑھکر سچ بلوا رہا ہے۔ سچائی کا زور ایسا ہی ہے۔ کب تک انسان اس سے اپنی آنکھوں کو بند کر سکتا ہے۔ کاشکہ ہمارے آریہ اور دیگر ہموطن اپنی آنکھوں کو کھولیں اور مسیحی مذہب کی کامل خوبیوں کو دیکھکر مسیح پر ایمان لاکر حیات ابدی کو حاصل کریں ؛

منصوری میں ۱۴ ستمبر سنہ ۹۹ سے ۲۴ تاریخ تک انگریزی زبان میں کانفرنس ہوگی جس میں بائبل کا مطالعہ اور مسیحی کام کے طریقے پر غور کیا جاویگا۔ ہماری دعا ہے کہ خدا اپنی خاص حضوری کی برکتیں اس کانفرنس پر نازل فرماوے

سفر و رہائش وغیرہ کی نسبت پادری سی۔ اے۔ آر۔ جانوئر الہ آباد سے دریافت کرنا چاہیئے۔

انگلستان میں از سر نو کوشش ہو رہی ہی کہ برٹش کالونیز میں افیون کی تجارت بند کی جاوے۔ اس کوشش میں چرچ آف انگلینڈ کے مشہور شہور شخص مثلاً آرچ بشپ آف کنٹربری اور کارلائل۔ ڈیری۔ لورپول۔ نارویچ۔ روچسٹر اور موروشش کے بشپ صاحبان کھلم کھلا حصہ لے رہے ہیں ✤

اودھ روہیلکھنڈ ریلوے کے اعلیٰ افسران کی جانب سے ایک حکم اس قسم کا جاری ہوا ہی کہ جو سابق میں محکمہ ریل کے ملازم میلوں کے ایام میں بوجہہ کثرت مسافران گاڑیوں میں معمول سے دو چند زیادہ مسافر بھر دیا کرتے تھے آیندہ کو معمول سے زیادہ کسی حالت میں نہ بٹھاویں۔ (از مجیر)

خبر ہی کہ امریکہ کے مشہور سوداگر آنریبل جان وناميکر جو امریکہ کے سب سے بڑے سنڈے سکول کے سپرنٹنڈنٹ ہیں انکا ارادہ ہی کہ آنے والے سال میں ہندوستان تشریف لاویں۔ یہہ صاحب بنی آدم کی بہتری کے متعلق ہر طرح کے کاموں میں بہت ہی سرگرم ہیں۔ یقین ہی کہ انکے تشریف لانے سے ہندوستان کے مسیحیوں کو بہت فایدہ پہنچیگا ✤

ایک ہندوستانی اخبار میں سنسکرت کے مشہور عالم سر دونیر ولیم کی آخری حالت کا بیان شایع ہوا ہی۔ اخبار مذکور کی تحریر یہہ ہی "اتوار کی رات ۹ اپریل کو اچانک وہ دل کی کمزوری سے بیمار ہو گئے قریباً چوبیس گھنٹے تک اس بیماری میں جد و جہد کرنے کے بعد وہ اٹھ بیٹھے اور اپنی آخری دعا لکھوانے کی خواہش ظاہر کی اس سے حاضرین بہت حیران ہوئے۔ جب دعا لکھی جاچکی اس نے اس کو اپنی معمولی عادت کے موافق صحیح کیا اور اس دعا کے الفاظ یہہ ہیں ✤

میرے خدا اور میرے باپ نے مجھ کو سکھلایا ہی کہ اگر میں اس کے پیارے بیٹے میں دل سے ایمان لایا ہوں تو میں اس میں نیا مخلوق ہوں اور اگر میں اس میں نیا مخلوق ہوں تو ضرور ہی کہ مسیح مجھ میں صورت پکڑے۔ ضرور ہی کہ مسیح مجھ میں زندہ ہووے اور اگر مسیح مجھ میں زندہ ہی تو مجھ میں زندگی کا ہونا ضروری ہی اور میں حقیقت میں مر نہیں سکتا۔ جس کو موت کہتے ہیں وہ صرف ایک عارضی امر ہی لیکن میری آخری دعا یہہ ہی کہ میرے آخری لحہ میں مسیح مجھ میں رہے کہ میں آخری وقت اس سے محروم نہ کیا جاؤں۔ اے میرے نجات دہندہ مجھے میرے آخری وقت میں مت چھوڑ اپنے اس عجیب وعدے کو پورا کر کہ میں تجھے کبھی نہ چھوڑونگا۔ میں تجھے ترک نہ کرونگا۔ میرے باپ میری یہہ آخری دعا اپنے پیارے بیٹے کے وسیلے سے قبول فرما ✤

امیر کابل کی عمدہ تجویز۔ امیر کابل کی تجویز ہی کہ زیر نگرانی سفیر افغانستان متعینہ ہندوستان کلکتہ میں ایک محکمہ قایم کیا جائے۔ اس محکمہ میں ۴ انگریز اور ۱۶ ہندوستانی ہوں گے۔ انکا کام ہو گا کہ علوم و فنون جدیدہ کی کتب کو انگریزی سے فارسی زبان میں ترجمہ کریں۔ کہا جاتا ہی کہ یہہ تجویز جاپانیوں کی تجاویز ترقی سے مشابہ ہی۔ لیکن ہمیں اس میں کلام ہی جاپان نے اس طرح ترقی نہیں کی تھی۔ امیر کابل کی تجویز جاپان سے اسی حالت میں مشابہ ہو سکتی ہی کہ امیر کابل بہت سے افغان لڑکوں کو مختلف علوم و فنون کی تحصیل کے لئے مختلف ملکوں میں بھیجکر ملک میں علوم جدیدہ کے پھیلانے کا باعث ہوں۔ یہہ وہ طریقہ ہی کہ جس پر اہل جاپان نے چل کر ترقی کی ہی۔ اور اگر امیر صاحب اس اعلیٰ تجویز پر کاربند ہوں تو اس قسم کے محکمہ کی ضرورت نہیں ہو سکتی اور جو نتایج اس محکمہ ترجمان سے حاصل ہونے ممکن ہیں۔ ان سے افغانستان خود بخود تین سال بعد فایدہ اٹھانے کے قابل ہو رہیگا۔ امیر کابل اگر اسی قدر رقم خرچ کریں۔ کہ جو انہیں گورنمنٹ انڈیا سے بطور امداد دی جاتی ہی تو کم از کم چھ سو افغان بچے ممالک غیر میں تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ اور یہہ چھ سو طالب علموں کی فوج جو مختلف فنون و علوم سے آراستہ ہو گی تین سال کے بعد سال بسال جب افغانستان میں پہنچیگی تو جاپان کی طرح افغانستان کی کایا پلٹ کر دیگی اور ایشیا میں ایک دوسرا جاپان پیدا ہو جائیگا۔ لیکن "رموز مملکت خویش خسرواں دانند" بہرحال موجودہ تجویز بھی بری نہیں۔ ممکن ہی کہ علوم جدیدہ کے عجائبات فارسی زبان میں دیکھکر افغان امیروں میں ایک ولولہ پیدا ہو اور وہ حصول تعلیم کیلئے کوشش کر کے اپنی حالت کو اعلیٰ بنالیں ✤ از پبلک گزٹ۔

دستور العمل اخبار نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ اہل شہر سے معہ انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک بغیر انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک معہ انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت دو کاپی کی ایک ہی شخص کے نام پر معہ محصول ڈاک معہ انگریزی ضمیمہ فی کاپی	[illegible]
بغیر ضمیمہ	[illegible]
قیمت تین کاپی یا اس سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر معہ ضمیمہ و محصول فی کاپی	[illegible]
بغیر ضمیمہ	[illegible]
طالبعلموں کیلئے جو ہیڈ ماسٹر یا سپرنٹنڈنٹ کی معرفت درخواست کریں معہ محصول و ضمیمہ	[illegible]
بغیر ضمیمہ	[illegible]

پادری۔ ای۔ ایم۔ ویری صاحب۔ ڈی۔ ڈی۔ اڈیٹر و منیجر اخبار نور افشاں کیواسطے امریکن مشن پریس لودیانہ میں۔ ایم۔ وائلی کے اہتمام سے چھپا ✤

